مثنوی مولانا رومؒ پر قرآنی اثرات کا جائزہ

A Review of Quranic Impact on MasnaviMoulanaRoum

☆ ڈاکٹر صفیہ آفتاب

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کلیہ فنون و سماجی علوم، جامعہ کراچی

☆☆ ڈاکٹر عبید احمد خان

ریسرچ سپروائزر/چیئرمین شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

☆☆☆ مہرینہ

ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنہ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Abstract:

Turkistan and Khurasan always remain enriched in producing Mufassir, Muhaddis,Historians and Military Generals who were born to refine and shine this world. Thisis the system of Allah when there is imperialism getting hold of the world, Allahalways sends His Aulia to rectify people and set them to right path. They treateveryone alike and remain busy in enlightening the world with the commandmentsof Allah via practicing Sunnah of the Holy Prophet (P.B.U.H). Muhammad Jalal-ud-din, MaulanaRoum holdsgreat significance and stature in the history of Turkistan. His Masnavi is matchlesshaving no comparison. His Masnavi is greatly influenced by Holy Quran. Hepropagated Islam via his Masnavi and rectified people. Quran is the divine book ofAllah which is apparent and esoteric. Esoteric is also called actual Quran. Whenpurification of heart and soul is acquired, Allah bestows spiritual knowledge (Ilm eLudni) on his chosen friends with love and affection. MaulanaRoum was one ofthose lucky persons to have possessed this knowledge. He explained mystery andmeaning of Quran via Masnavi with his divine knowledge. Therefore, savants andsaints of Islam deem Masnavi as Persian version of Quran.

Keywords: Philospher, Grace, Unique, Masnavi, Glorious.

تعارف

آپ کا نام محمد، جلال الدین لقب، معروف مولانا رومؒ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ آپ ۶ ا ربیع الاول ۶۰۴ھ کو بمقام بلخ پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن بلخ تھا۔ آپ کے والد بہاء الدین تین سو بزرگوں سمیت ہجرت کرتے ہوئے ۶۱۰ھ میں نیشاپور پہنچے، نیشاپور سے بغداد اور بغداد میں عرصہ دراز تک قیام کر کے حجاز اور حجاز سے شام ہوتے ہوئے ذنجان میں آئے اور ذنجان سے کئی دیگر شہروں سے ہوتے ہوئے قونیہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مولانا رومؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ بہاؤالدین سے حاصل کی، شیخ بہاؤالدین کے مریدوں میں سے سید برہان الدین محقق بڑے پایہ کے فاضل تھے۔ مولاناؒ کے والد نے مولاناؒ کو ان کی آغوش تربیت میں دے دیا۔ آپؒ نے اکثر علوم وفنون ان ہی سے حاصل کیے مولاناؒ نے ۲۵ سال کی عمر میں والد کی وفات کے بعد تکمیل فنون کی غرض سے شام کا قصد کیا اور حلب کے مدرسہ حلاویہ میں قیام کیا اور تفسیر، فقہ، حدیث، عربیت اور معقول میں کمال حاصل کیا، زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کو یہ کمال حاصل تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ مولاناؒ کی طرف رجوع کرتے۔ مولاناؒ کی زندگی کا دوسرا دور درحقیقت حضرت شمس تبریزؒ کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت شمس تبریزؒ کی ملاقات نے مولانا رومؒ کی زندگی کو یکسر پلٹ کر اللہ تعالیٰ سے عشق کی آگ کو روشن کر دیا اور پھر حضرت شمس تبریزؒ کی جدائی ہی مولانا رومؒ کی مثنوی کی تالیف کا سبب بنی، مثنوی شریف دراصل شمس الدین تبریزؒ کے سینے کی وہ آگ ہے جو رومی کی زبان سے مثل آتش فشاں بر آمد ہوئی۔ آپ اپنے مرید حسام الدین چلپی کے اصرار پر اشعار کہتے جاتے اور حسام الدین چلپی تحریر کرتے جاتے، بالآخر ۵ جمادی الثانی بروز یک شنبہ ۶۷۲ھ کو یہ آفتاب علم وفضل غروب ہو گیا۔ لیکن آپ کی مثنوی آج بھی زندہ ہے اور رہتی دنیا تک کے لئے اپنے علم وحکمت کے خزانوں سے ہر عام وخاص کو فیض پہنچاتی رہے گی۔

مثنوی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لغت میں "مثنوی منسوب ہے مثنیٰ کی طرف، مثنیٰ (میم مفتوح وسکون ثائے مثلثہ والف مقصورہ سے) دو کے معنی میں ہے۔ جب یائے نسبت اس کے آخر میں لگائی گئی تو الف مقصورہ واؤ سے بدل گیا۔"[1] اصطلاح شاعری میں نظم کی اقسام میں سے ایک خاص نظم کا نام ہے چونکہ اس نظم کی ہر بیت کے دو قافیے جداگانہ ہوتے ہیں اس لئے اسنظم کا نام مثنوی قرار پایا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق:

''ایسے اشعار جن کے ہر بیت کا قافیہ جدا لیکن بیت کے دو مصرعوں کا وزن متفق ہو۔ پوری مثنوی ایک ہی وزن میں ہوتی ہے اور وہ بحر ہزج، رمل، سریع، خفیف، متقارب کے سوا اور بحروں میں بھی لکھی جاتی ہے۔ اس کے اشعار کی خاص تعداد مقرر نہیں۔''[2]

مثنوی معنوی

مثنوی کے ابیات کم از کم دو ہوتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں چنانچہ مثنوی معنوی کے ابیات کا شمار چھبیس ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۶۰) ہے۔ معنوی منسوب بہ معنی ہے اس میں بھی یائے نسبت کے لاحق ہونے سے الف مقصورہ واؤ ہو گیا مثنوی معنوی کے معنی وہ نظم مثنوی جس میں عالم معنی اور احوال باطن کے اسرار و کیفیات درج ہیں۔[3]

مضامین مثنوی

مولانا شبلی نعمانی مضامین کے اعتبار سے مثنوی کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ رزمیہ یا تاریخی، مثلاً شاہنامہ و سکندر نامہ وغیرہ۔

۲۔ عشقیہ، شیریں خسرو وغیرہ۔

۳۔ اخلاقی، حدیقہ سنائی و بوستان وغیرہ۔

۴۔ قصہ وافسانہ ہفت پیکر و ہشت بہشت وغیرہ۔

۵۔ تصوف و فلسفہ، مثنوی مولانا روم و جام جم اوحدی وغیرہ۔[4]

مثنوی کا طرّہ امتیاز

چونکہ مثنوی کے ہر بیت کا قافیہ جدا ہوتا ہے اور دو دو مصرع باہم مقفّٰی ہوتے ہیں لہذا اس صنف میں کلام کرنا نہایت ذو د اثر اور قاری کے شوق کو بڑھانے والا ہوتا ہے۔ مولانا رومؒ نہایت ہی پر اثر انداز میں مثنوی کی صورت میں حکایات بیان کرتے ہوئے معارف کو ذہن نشین کراتے ہیں، جو کہ مثنوی ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی مثنوی کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

''مثنوی اصناف سخن میں سب سے زیادہ مفید اور کار آمد صنف ہے۔''[5]

اسی طرح ایک اور جگہ حالی صنف مثنوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

’’جتنی صنفیں فارسی اور اردو شاعری میں متداول ہیں ان میں کوئی صنف مسلسل مضامین بیان کرنے کے قابل مثنوی سے بہتر نہیں ہے۔یہی وہ صنف ہے جس کی وجہ سے فارسی شاعری کو عرب کی شاعری پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔‘‘[6]

کیونکہ عرب کی شاعری میں قصیدہ غزل کا رواج تھا۔اور عربی میں قصیدہ وغیرہ کی صنفوں میں بہت کام ہوا اور دور جاہلیت کے بھی مشہور شاعر سموال بن عادیا اور درید بن صمہ اور دیگر نے بہت کام کیا لیکن مثنوی کے انداز سخن کو فارسی نے اپنایا اور اخلاق، تصوف وغیرہ میں مثنوی نے وہ عظیم سرمایہ فراہم کیا جو دیگر ادب نہ کرسکے۔

صورت و معنی

مثنوی مولانا رومؒ کا ایک خاص مضمون صورت اور معنی کا باہمی رابطہ ہے جو درحقیقت مثنوی کے جواہر میں سے ہے، صورت اور معنی کے اسی ربط کی وجہ سے مولانا رومؒ کی مثنوی، مثنوی معنوی کہلاتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)[7]

وہ(سب سے)پہلا اور(سب سے)پچھلا اور(اپنی قدرتوں سے سب پر)ظاہر اور(اپنی ذات سے)پوشیدہ ہے اور تمام چیزوں کو جانتا ہے۔‘‘

ہر شئے کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت، جیسے کہ انسان کی صورت اس کا جسم اور اس کی حقیقت اس کی روح ہے، عبادت کے تناظر میں نماز کی صورت اس کے ظاہری ارکان اور اس کی حقیقت مشاہدہ حق(ذات باری تعالی) ہے اسی طرح خانہ کعبہ کی صورت خانہ کعبہ کی چاردیواری اور کعبہ کی جگہ ہے۔جب کہ اس کی حقیقت واجب الوجود کی تجلی ہے جو اس مقام پر واجب الوجود کی طرف سے آتی ہے۔روزہ کی صورت دن بھر بھوکا پیاسا رہنا اور اس کی حقیقت باطنی حواس کے ذریعے انوارات و تجلیات کا جذب ہے۔اسی طرح قرآن حکیم کی صورت نظم قرآن اور اس کی حقیقت قرآن حکیم کا نور ہے جو کہ لوح محفوظ میں موجود ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب میں قرآن پاک کے ظاہر و باطن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"بکرم الله المتعالی ان الظہر نظم القرآن البالغ الی حد الاعجاز والبطن تفسیرہ وتاویلہ علی اختلاف صفاء الفہم علی دقیق المعانی وغامض السر"[8]

''اور حق تعالی کے فضل وکرم سے جو کچھ میرے دل میں خیال گزرتا ہے،وہ یہ ہے کہ ظہر سے مراد قرآن مجید کا نظم ہے جو کہ اعجاز کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔اور بطن سے مراد صفائے فہم کے اختلاف مراتب پر اس کے دقیق معانی اور پوشیدہ اسرار پر اس کی تفسیر وتاویل ہے۔''

قرآن پاک کے ظاہر و باطن کے بارے میں مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ :

حرف قرآں را مداں که ظاهر است	زیر ظاهر باطنے بس قاهر است
زیر آں باطن یکے بطن دیگر	خیره گردد اندر وفکر ونظر
زیر آں باطن یکے بطن دیگر	که درو گرددخردہا جمله گم
بطن چارم از نبے خود کس ندید	جز خدائے بے نظیر وبے ندید
ہمچنیں تا ہفت بطن اے ذوالکرم	می شمر تو زیں حدیث معتصم
توزقرآں اے پسر ظاهر مبین	دیو آدمؑ را نه بیند جزکه طیں
ظاهر قرآں چوشخص آدم ست	که نقوش ظاهر وجانش خفی است[9]

ہمیں سمجھنا چاہیے کہ قرآن حکیم کے الفاظ اس کے ظاہر ہیں اور ظاہر کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے،اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے کہ تمام عقلیں اس میں گم ہو جاتی ہیں،قرآن مجید کا چوتھا باطن اس بے مثال اور لاشریک ذات کے سواء کسی نے نہیں دیکھا،اسی طرح سات باطن ہیں۔مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ تم صرف قرآن کے ظاہر کو نہ دیکھو ،قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے۔

اسی لیے عالم خلق میں گریز صورت نہیں عبادت معنوی چیز کا نام ہے لیکن ضروری ہے کہ اعمال ظاہر اور فعل و عمل سے اس کا اظہار بھی ہو۔مولانا رومؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ کوئی برتن ایسا نہیں جس کی بیرونی سطح تو ہو لیکن اندرونی سطح نہ ہو۔اسی طرح قرآن حکیم کا مغز بھی الفاظ کیہڈیوں کے اندر ہی ہے۔

مثنوی معنوی میں مولانا رومؒ قرآن حکیم کی آیات کو اپنے اشعار میں بیان فرماتے ہیں اور قاری کے لئے معارف کو سہل تر بناتے جاتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: (حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهُ فِيْ قُلُوبِكُم)10

''اور پسند کیا تمہارے لیے ایمان اور زینت دی اسے تمہارے دلوں میں۔''

حصول ایمان کے لیے پہلی شرط زبان اور دل کے ساتھ کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا اقرار کرنا ہے اور اسی کے ساتھ ایمان کا نور بندہ مومن کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور قلب ایمان کے نور سے مزین ہو جاتا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

لا اله گفتو الا الله گفت

گشت لا اله الله ووحدت شگفت11

کہ اس نے ''لا الہ'' کہا اور ''الا اللہ'' کہا، ''لا'' ''الا اللہ'' بن گیا اور وحدت ظاہر ہو گئی۔

سورۃ الفاتحہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(اِہْدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيْمَ)12

''اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرما۔''

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اهدنا گفتی صراط المستقيم

دست تو بگرفت بردت تا نعيم13

کہ اے باری تعالیٰ! تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت کی دعا کرنے کا فرمایا اور جب ہم نے تجھ سے ہدایت مانگی تو تو نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور ہمیں جنت کی طرف لے جانے والے راستے کی طرف لے گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفات سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرماتے ہیں:

(الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ14)

''وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز اور جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

مندرجہ بالا آیت مبارکہ کو مولانا رومؒ اپنے اشعار میں اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ:

یومنون بالغیب می باید مرا
زاں به ستم روزن فانی سرا15

اے باری تعالی! آپ نے فرمایا: کہ ہمیں غیب پر ایمان لانے والے درکار ہیں اس لیے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں۔اے باری تعالی ہم غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالی ہے کہ:

(صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً)16

"اللہ کا رنگ اور اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہو گا۔"

مولانا روم ؒ فرماتے ہیں کہ:

صبغة الله ہست رنگ خم ہو
پسی ہایکرنگ گردد اندور17

کہ اللہ کا رنگ صبغت اللہ ہے۔اور جس پر اللہ کا رنگ چڑھ جائے، جس کا جینا، مرنا، اٹھنا، بیٹھنا سب اللہ کے لیے ہو جائے تو پھر اس رنگ میں چتکبرے بھی یک رنگ ہو جاتے ہیں۔اور پھر آدمی وہ کرتا ہے جو اللہ کہتا ہے اور ایسا بندہ اللہ کے دوستوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔آپ مثنوی روم میں دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

زانکه باقی صبغة اللہست و بس
غیر آں بر بسته داں ہمچوں جرس
رنگ صدق و رنگ تقویٰ او یقیں
تا ابد باقیبود بر عابدیں18

کہ صرف باقی رہنے والا رنگ اللہ کا ہی ہے اور دوسرے کو صرف گھنٹہ کی مانند بندھا ہوا سمجھو کیونکہ جو رنگ عبادت گزاروں پر ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا وہ ہے سچائی کا رنگ، تقویٰ کا رنگ اور یقین کا رنگ۔

مولانا روم ؒ مثنوی دفتر اول میں فرماتے ہیں کہ:

صبغتہ الله نام آں رنگ لطیف
لعنتہ الله بوئے ایں رنگ کثیف19

صبغۃ اللہ اس پاکیزہ رنگ کا نام ہے جو (اتباع انبیائے سے حاصل ہوتا ہے) اور لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بو ہے (جو شیاطین کی پیروی سے چڑھتا ہے)۔

انسان چونکہ مجموعہ جسم وروح ہے لہذا جسم کا تعلق مادی دنیا سے ہے اور روح کا تعلق عالم بالا سے، جو کہ نور سے بنا ہے۔ اسی نورِ ہدایت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

(اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ)20

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے (کائنات میں) اس کی نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسا موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نا غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے اس کو آگ نہ لگے، (اس طرح) روشنی پر روشنی بڑھنے کے تمام اثرات جمع ہو گئے ہو اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے۔''

مولانا روم اسی نور حق کے بارے میں کلام کرتے ہیں کہ:

نور حس رانور حق تزئین بود
معنی نور علی نور این بود
نورحسے میکشد سوئے ثری
نورحق شمی برد سئے علا21

حسی نور یعنی ظاہری بصیرت انسان کو دنیا کی طرف مائل کرتی ہے کیونکہ اس کا تعلق عالم اسفل سے ہے۔ لیکن نور حق انسان کو بلندی کی طرف کھینچتا ہے، آپؒ فرماتے ہیں کہ معنی نور علی نور این بود، اس لیے جب انسان کا تعلق اپنے رب سے مضبوط ہوتا ہے اور وہ تزکیہ و تصفیہ کی برکت سے تجلی روح کو حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نور اس کو بلندی کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اور جب روح کا ملاپ جسم عنصری کے ساتھ ہوتا ہے تو اس میں نفس امارہ کی تخلیق ہوتی ہے چونکہ نفس امارہ برائی کی طرف آمادہ کرتا ہے لیکن جب شیخ کامل کی توجہ اور اللہ کے فضل و کرم سے نفس کی صفائی ہوتی ہے تو نفس امارہ نفس مطمئنہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سورۃ فجر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(اأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًفَادْخُلِي فِي عِبَادِيوَادْخُلِيجَنَّتِي)22

"اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی، اور شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں، اور داخل ہو جا میری جنت میں۔"

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

گفت فا دخل فی عبادی تلتقی
جنۃ منرؤیتی یا متقی23

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی کہ اے پرہیز گار میرے بندوں میں داخل ہو تو میرے دیدار سے جنت پائے گا۔ اللہ کے بندوں میں داخل ہونا عین جنت میں داخل ہونا ہے یہاں رؤیت سے مراد مشاہدہ اصطلاحیہ ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید
تا خطا بار جعی رابش نوید24

کہ بے حس اور بے گوش اور بے فکر ہو جاؤ (یعنی کہ محسوسات ظاہریہ میں انہماک نہ رکھو) اور حواس ظاہری کے شغل کو بند یا کم کردو تاکہ اپنے گوش باطن سے اپنے پروردگار کے بلانے کی آواز سن لو۔

سورہ رحمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ)25

"اے انسانوں اور جنات کے گروہ! اگر تم میں استطاعت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکو تو نکل جاؤ تم زبردست طاقت (قوت) کے بغیر پار نہیں ہو سکو گے۔"

مولانا رومیؒ مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں:

درنبی اناس تطعت متنف ذوا

این سخن باانس و جن مدّ زہو

گفت منفذ نیست از گردون شاں

جز بسلطان و بوحی آسماں26

کہ قرآن کریم میں جن وانس سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے ہو سکے تو زمین و آسمان کی حدود سے باہر نکل جاؤ۔ (فطری طور پر) حجابات ظاہر اور باطن کی وجہ سے انسان اور جنات زمین و آسمانوں سے آگے نکلنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ ہاں مگر قوت کو اگر حاصل کر لیں تو ظاہری اور باطنی طور پر ضرور نکل سکتے ہیں اس آیت مبارکہ میں "قوت" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تمام قوت اور طاقت کے مالک ہیں۔ اگر جنات اور انسان اس "قوت" کو پالیں تو وہ ظاہری اور باطنی تصرفات حاصل کر کے اس دار الامکان سے باہر جا سکتے ہیں۔

سورۃ الم نشرح میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

(أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ)27

"اے نبی ﷺ کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے نہیں کھول دیا۔"

مولانا روم فرماتے ہیں:

از أَلَمْ نَشْرَحْ دو چشمش سرمه یافت

دید آن چه جبرئیل آں بر نتا فت28

کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی شرح صدر کرنے اور آپ کے سینہ مبارک کو ہدایت و عرفان سے بھر دینے کے بارے میں سورۃ الم نشرح میں فرمایا ہے کہ اس شرح صدر کی بدولت آپ کی معرفت و بصیرت میں ترقی ہو گئی جیسے سرمہ سے بصر میں ترقی ہوتی ہے۔ شب معراج میں حضرت جبرئیلؑ نے سدرہ المنتہیٰ کے آگے جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معذرت کی اور کہا کہ میں اگر یہاں سے ایک انگشت کے برابر بھی اوپر جاؤں گا تو تجلیات الہیہ مجھے پھونک ڈالیں گی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحکم الٰہی اکیلے ہی آگے تشریف لے گئے۔

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى)29

''اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ان کا ارشاد سراسر وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔''

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

تاکہ ماین طق محمدعن ہوا
ان ہو الا بوحی احتوی
تا بدانی کہ محمد از ہوا
و انگفت و گفت از وحی خدا30

کہ محمد ﷺ خواہش نفس سے نہیں بولتے ہیں مگر وحی کے ذریعہ ہی کلام کیا ہے تاکہ تم جان لو کہ محمد ﷺ صرف خدا کی وحی سے ہی کہتے ہیں۔

وہ انسان جو خواہش نفس کے پیچھے بھاگتا ہے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش کرتا ہے ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ وعید فرماتے ہیں۔

سورۃ اللھب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّo مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَا لُهٗ وَمَا كَسَبَo سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ oوَّامْرَاَتُهٗ حَمَّا لَةَ الْحَطَبِ o فِىْ جِيْدِهَا حَبْل" مِّنْ مَّسَدٍ31'} o

’ہاتھ ابو لہب کے برباد ہوں اور وہ خود برباد ہو چکا ہے ،نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔ وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔اور اس کی جورو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے۔اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لیے ہوئے۔‘‘

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

آں هنر هاگردن مارابه بست
زاں مناصب سرنگو نساریم و پست
آں هنر فيجيدها حبلمسد
روز مردننيستزاں فنها مدد32

کہ اے غافل دیکھ ان ہنروں نے ہماری گردن باندھ دی ہیں اور وہ غلط منصوبے جو ہم لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بناتے ہیں ان سے ہم پست ہو جاتے ہیں اور اوندھے ہو کر گر پڑتے ہیں۔ابو لہب کی بیوی کا ہنر جس سے وہ لوگوں کو نقصان پہنچاتی تھی اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہے اور جب انسان کی موت ہوتی ہے تو اس کے یہ تمام فن اس کے کسی کام نہیں آتے۔

اور پھر جب انسان گناہ کرتا جاتا ہے اور وہ مسلمان سے منافق اور منافق سے کفر کے درجے پر گرتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے لیے سخت سزا کا وعدہ ہے۔

سورۃ العلق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

(كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعاً بِالنَّاصِيَةِ۔نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ)33

’’خبردار اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹے گیں اس پیشانی کے بال جو جھوٹی ہے، گناہ گار ہے۔‘‘

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

درچناں روئے خبيث عاصيه
گفت يزداں نسفعاً بالناصية34

کہ وہ لوگ جو اللہ کے نافرمان ہوتے ہیں ان کے خبیث چہرے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم پیشانی پکڑ کر انہیں گھسیٹے گیں سورہ لہب میں ابو لہب کی بیوی کے بارے میں فرمایا کہ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے اور یہاں ابو جہل کا ذکر فرمایا کہ جس سے اللہ کے حبیب اور مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچیں کہ اسے ہم پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹے گیں۔

قرآن پاک میں ہے:

(وَمَا تَشَاۗؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ)35

''اور تم چاہو گے نہیں جب تک اللہ نہ چاہے۔''

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

اے دہندہ عقلہا فریاد رس
تا نخواہی تونخواہ دپیچ کس
ہم طلب از تست و ہم آ نیکوئی
ماکئی ماول توئی آخر توئی36

کہ اے عقل عطا کرنے والے رب آپ ہماری مدد کیجئے کیونکہ جب تک آپ نہیں چاہتے کوئی شخص کچھ بھی نہیں چاہ سکتا۔ اے مالک ہم جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ بھی آپ کی جانب سے ہے اور نیکی جو ہم کرتے ہیں وہ بھی آپ کی جانب سے ہے مالک ہم کیا ہیں؟ اول بھی آپ ہی ہیں اور آخر بھی آپ ہی ہیں۔

سورۃ مومنون میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(إِنَّهُ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيّاً حَتَّى أَنسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُون)37

''میرے بندوں میں سے ایک جماعت یہ دعا کرتی تھی کہ :اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، پس ہمیں بخش دیجئے،اور ہم پر رحم فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں۔ تو تم نے ان لوگوں کا مذاق بنایا تھا یہاں تک کہ ان ہی (کے ساتھ چھیڑ چھاڑ) نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔''

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

آیة انسوکم ذکری بخواں
قوت نسیان نہادن شاں براں
چوں به تذکیر و به نسیاں قادرند
برہمه دلہائے خلقاں قاہرند38

کہ آیہ انسوکم ذکری پڑھو اور ان (اولیا اللہ) میں بھلا دینے کی قوت ودیعت کیے جانے کا خیال کرو جب انہوں نے نسیان سے غور و فکر کی راہ بند کر دی تو اگرچہ بڑے سے بڑا ہنر آتا ہو کچھ کام نہیں آتا۔ مومنین کی خستہ حالی اور مسکنت کافروں کے لئے دل لگی کا ایسا مشغلہ بن گئی ہے کہ ان کو خدا کی یاد کی بھی پروا نہ رہی گویا ان ہی مومنوں نے ان لوگوں کو خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

سورۃ البلد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ كَبَد)39

ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔"

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

عاشقر نجست ناداں تا ابد
خیز ولا اقسم نجواں تا فی کبد40

کہ سورۃ لا اقسم کو فی کبد تک پڑھو کہ آدمی عموماً مصائب و بلیات میں مبتلا رہتا ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اس دنیا میں اگر مصائب نہیں ہوتے تو اس دنیا کی قدر و قیمت ایک جو کو دانے کے برابر نہ ہوتی۔

سورہ الرحمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْن41

"وہ ہر روز کسی شان میں ہے۔"

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

بهر این فرمود رحمن ای پسر
کل یوم هو فی شان ای پسر42

کہ بیٹا مہربان حقیقی نے سورۃ رحمن میں آیت کل یوم ھو فی شان فرمائی ہے یعنی کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا" شان سے مراد ہے کہ وہ کسی کے گناہ کو معاف کرتا ہے، کسی کی مشکل کو دور کرتا ہے، کسی قوم کو عروج بخشتا ہے، کسی کو تنزل میں گراتا ہے وغیرہ" یعنی کہ ہر روز و ہر آن وہ اپنی کائنات کی تدبیر اور اپنی مخلوقات کی حاجت روائی میں اپنی کسی نہ کسی شان یا صفت کا مظاہرہ فرماتا رہتا ہے۔

سورۃ القارعۃ میں ارشاد باری تعالی ہے:

(فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ۔فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُه۔فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ)43

"جس کے اعمال نیک تول میں زیادہ ہوں گے وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا اور جس کے اعمال نیک تول میں کم ہوں گے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔"

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

آنچه با معنی ست خود پیدا شود
وانچه بیمعنی ست خود رسوا اشود44

جو با معنی (یعنی فضائل سے متصف) ہوتا ہے وہ اپنے فضائل کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور جو بے معنی (یعنی فضائل سے بے بہرہ) وہ ضرور رسوا ہوتا ہے۔

پتھر اور سنگدل کافروں کے بارے میں سورۃ ق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيْد"45

"اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے۔"

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

سنگہا وکافراں سنگدل
اندر آیندا اندر وخوار و خجل
ہمنگرد د ساکن از چندیں غذا
ناز حقآید مرا وراایں ندا
شہر گشتی سیر گوید نے ہنوز
اینت آتش اینت تا یش اینت سوز46

پتھر اور سنگدل کافر (سب کے سب) اس میں بری حالت اور خجالت کے ساتھ داخل ہونگے وہ اس قدر غذائے کثیر سے بھی تسکین نہ پائے گا یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں خطاب ہو گا کہ کیا تیرا پیٹ بھر گیا ہے؟ وہ کہے گا ابھی نہیں بھرا یہ دیکھ وہی آگ ہے، وہی تپش ہے اور وہی جلن ہے۔

خلاصہ وتجاویز

مولانا رومؒ کا شمار اللہ کے مقرب اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ مثنوی مولانا رومؒ دراصل عشقِ خداوندی سے لبریز آپ کی لازوال تصنیف ہے۔ مثنوی مولانا رومؒ میں آپ نے قرآنی آیات کو اپنے اشعار میں اس قالب میں ڈھالا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک سحر طاری ہو جاتا ہے اور قاری جیسے جیسے مثنوی کا مطالعہ کرتا جاتا ہے اس پر قرآنی معارف اور حقائق تصوف واضح ہوتے جاتے ہیں۔

مولانا رومؒ کے نزدیک انسان اگر ظاہر پر قناعت کرلیتا ہے تو اس پر باطنی ترقی کا راستہ بند ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیں علمِ ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی صفائی کا بھی خاص اہتمام کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا، محبت اور معرفت کا طلبگار ہونا چاہیے تاکہ ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی حاصل ہو۔(آمین)

میرے اس مضمون کا موضوع ''مولانا رومؒ اور قرآن کریم'' سے متعلق ہے جبکہ اس موضوع سے متعلق مزید پہلوؤں پر تحقیق کی جاسکتی ہے۔ جن میں سے ایک ''مثنوی مولانا رومؒ اور احادیث نبوی ﷺ'' ہے۔ یہ موضوع بھی کافی اہمیت کا حامل ہے اور ابھی تک اس نوعیت کا کوئی بھی کام منظرِ عام پر نہیں آیا ہے۔ اُمید ہے اس تحقیق سے آنے والے محققین کے لئے تحقیق کی نئی راہیں کھلیں گی۔

مثنوی مولانا رومؒ کے منتخب اشعار پر ایک نظر

- آپؒ فرماتے ہیں جس پر اللہ کا رنگ (صبغۃ اللہ) چڑھ جائے تو اس رنگ میں چتکبرے بھی یک رنگ ہو جاتے ہیں۔
- آپؒ فرماتے ہیں ظاہری بصیرت انسان کو دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور نور حق انسان کو بلندی کی طرف کھینچتا ہے۔
- آپؒ فرماتے ہیں اللہ کے بندوں میں داخل ہونا عین جنت میں داخل ہونا ہے۔
- آپؒ فرماتے ہیں کہ (الم نشرح) کی بدولت آپ ﷺ کی معرفت و بصیرت میں اس طرح ترقی ہوتی گئی جیسے سرمہ سے بصر میں ترقی ہوتی ہے۔
- آپؒ فرماتے ہیں کہ اے غافل دیکھ وہ ہنر (غلط منصوبے) جو ہم لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بناتے ہیں ان سے ہم خود پست ہو کر اوندھے گر پڑتے ہیں۔
- آپؒ فرماتے ہیں کہ اے عقل عطا کرنے والے رب آپؒ ہماری مدد کیجئے کیونکہ جب تک آپ نہیں چاہتے کوئی چاہ بھی نہیں سکتا۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ پتھر اور سنگدل کافر (جہنم میں) بری حالت اور خجالت کے ساتھ داخل ہونگے اور جہنم غذائے کثیر کے باوجود کہے گی ابھی کچھ اور بھی ہے؟ کیونکہ ابھی بھی وہی آگ ہے، وہی تپش ہے اور وہی جلن ہے۔

حوالہ جات

[1] رامپوری، مولوی نجم الغنی، بحر الفصاحت، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۹ء، حصہ اول، ص ۲۰۵، ۲۰۴

[2] اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۱ء، ج ۱۸، ص ۵۳۱

[3] مولوی محمد نذیر، مولانا، مفتاح العلوم، الفیصل ناشران، ۲۰۰۵ء، دفتر اول، حصہ اول، ص ۲۱

[4] نعمانی، علامہ، شبلی، شعر العجم، نیشنل بک فاؤنڈیشن، پاکستان، حصہ چہارم ص، ۲۵۱

[5]حالی،الطاف حسین، مولانا، مقدمہ شعر و شاعری، کشمیر کتاب گھر، اردو بازار، لاہور، س،ن، ص،۱۷۵

[6]ایضا، ص،۱۷٦

[7]الحدید:۵۷،۳

[8]مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی، کراچی ۱۳۳۱ھ، دفتر سوم، مکتوب ۱۱۸، ص ۱۱۰، ۱۰۹

[9]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، چاپ خانہ علمی ، (آقا محمد حسن علمی)، تہران، ۱۳۲۰ھ، ج۳، ص ۳۰۵، ۳۰۴

[10]الحجرات:۴۹:۷

[11]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر ششم، ص ٦۰٦

[12]الفاتحہ:۱:۵

[13]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، ج۱، ص ۴۱۵

[14]البقرۃ:۲:۳

[15]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص ۹۴

[16]البقرۃ:۲:۱۳۸

[17]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر دوم، ص ۱۳۴

[18]ایضاً، دفتر ششم، ص ۴۵۲، ۴۵۱

[19]ایضاً، دفتر اول، ص ۲۰

[20]النور: ۲۴: ۳۵

[21]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، ص ۱۳۲

[22]الفجر: ۸۹: ۲۷تا۳۰

[23]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص ۷۰

[24]ایضاً، دفتر اول، ص ۱۵

[25]الرحمن: ۵۵: ۳۳

[26]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر ششم، ص ۶۵۹

[27]الم نشرح: ۹۴: ۱

[28]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر ششم، ص ۶۱۹

[29]النجم: ۵۳: ۳، ۴

[30]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر، ص ۶۶۴

[31]اللھب: ۱۱۱: ۱تا۵

[32]رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر ششم، ص ۶۲۰

[33]العلق: ۹۶: ۱۶، ۱۵

[34] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم، ص۶۰۸

[35] الدھر: ۷۶: ۳۰

[36] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر ششم، ص۵۸۶

[37] المومنون: ۲۳: ۱۱۰، ۱۰۹

[38] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص۴۴

[39] البلد: ۹۰: ۴

[40] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص۴۵

[41] الرحمن: ۵۵: ۲۹

[42] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص۴۸

[43] القارعہ: ۱۰۱: ۶تا۹

[44] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص۱۹

[45] ق: ۵۰: ۳۰

[46] رومی، مولانا، جلال الدین، مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص۳۷